© rasailojaraid.com

ثمرات

از جناب نہالؔ صاحب سیوہاروی

پھر دل میں سمایا خطرِ گردشِ ایام
ساقی مجھے اک جام ارے ساقی مجھے اک جام

منزل نہیں تیری یہ جہانِ سحر و شام
اے دوست سبک گام سبک گام سبک گام

پیری کا تصور بھی ہے منجملۂ اوہام
دل زندہ ہے تو صبح جوانی کی نہیں شام

دیکھا نہ سنا تھا کبھی یہ قحطِ مئے عشق
مغرب بھی تہی جام ہے مشرق بھی تہی جام

کیا تجھ سے کہوں بتکدۂ دہر کا عالم
سو طرح کے آذر ہیں تو سو رنگ کے اصنام

دنیا میں نہیں ملتِ حق کوئی مگر عشق
اس ملتِ حق میں نہیں گنجائشِ اوہام

دیکھے کوئی تہذیب کی اس فتنہ گری کو
پوچھے کوئی اس عہد کے انسان کا ہی کیا نام

رونے سے نہیں طالعِ ناکام بدلتا
آگاہ ہو اے نوحہ گرِ طالعِ ناکام

سن لے کہ اقامت ہے بالفاظِ دگر موت
ہشیار کہ یہ دہر نہیں منزلِ آرام

حیرت میں ہوں کس حسن سے معمور ہے دنیا
یہ چاند، یہ تارے، یہ حسینانِ گل اندام

وہ پہلے پہل حسن سے نظروں کا تصادم
وہ عشق کے ہونٹوں پہ لرزتا ہوا پیغام

بیٹھے ہیں ترے منتظرِ دیدہ سرِ راہ
اے ترکِ پری چہرہ ادھر زحمتِ یک گام!

ہونے کو تو ہوتی ہے ہر اک شام دل آویز
وہ آئے تو کچھ اور سلونی سی ہوئی شام

کہسار سے جس طرح برستی ہوں گھٹائیں
ہوتی ہے مری طبع سے یوں بارشِ الہام

میں اہلِ جہاں سے نہیں محتاجِ تعارف
روشن صنعتِ مہرِ درخشاں ہے مرا نام

جس شخص کو کہتے تھے نہالؔ اہلِ زمانہ
وہ شخص بھی نکلا ہدفِ گردشِ ایام

© rasailojaraid.com